اصلاحِ امت

دعوت و تبلیغ کا داعی

سلسلہ نمبر 101

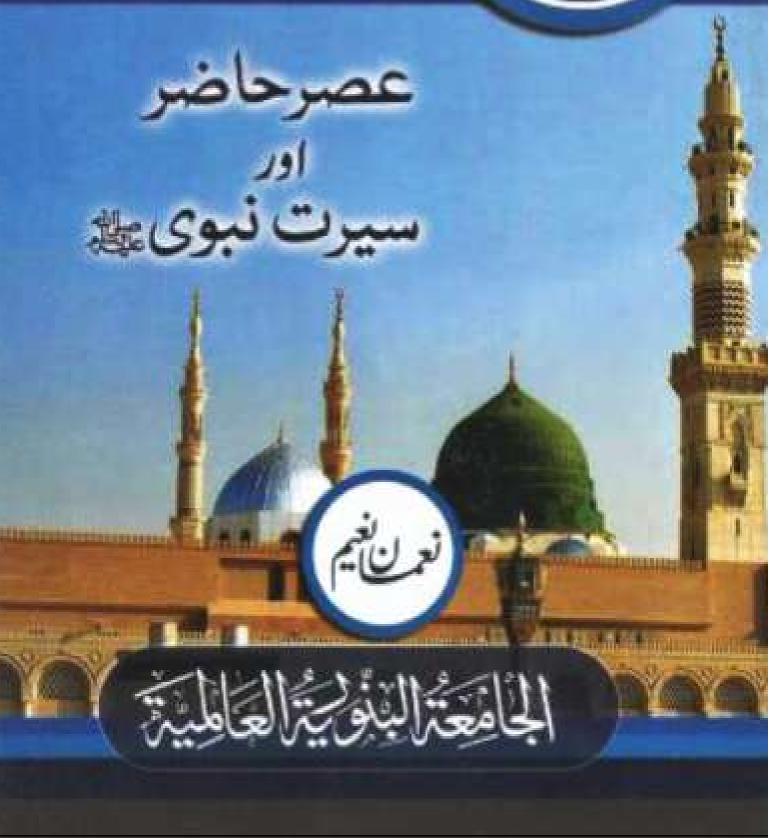

عصر حاضر
اور
سیرت نبوی ﷺ

نعمان نعیم

الجامعة البنورية العالمية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عصرِ حاضر اور سیرتِ نبوی ﷺ

مادی ترقی اور رُوحانی بے کلی کا دور:

آج کا دور ترقییافتہ کہلاتا ہے، ہر گوشۂ زندگی میں نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں، جدید اِکتشافات کے سامنے عقل و خرد محوِ حیرت ہے، آج دنیا کی دوری ختم ہو چکی ہے، ذرائع ابلاغ اور وسائلِ نقل و حمل نے ترقی کر کے سالوں اور مہینوں کے کام دِنوں، گھنٹوں اور منٹوں میں ممکن کر دیے ہیں، ماضی کے مقابلے میں آج مال و دولت کی بھی کمی نہیں رہی، حقیقت میں آج زمین سونا اگل رہی ہے، سمندروں نے اپنی تہوں سے ہیرے، موتی اور جواہر پارے ساحلوں پر لا کر رکھ دیے ہیں۔

ہر قسم کے اسباب ووسائل کی فراہمی کے باوجود ایک دائمی بے اطمینانی کا راج ہے۔بے سکونی کا تسلط ہے۔ ظلم و ستم کی گرم بازاری ہے۔فسادات اور قتل و غارت گری عام، جبکہ امن وآشتی اور سکون و عافیت مفقود ہے۔خود غرضی عام ہے،اخلاق و پاک دامنی کا فقدان ہے۔ شرافت و امانت جنسِ کم یاب بنتی جا رہی ہے۔زِنا اور شراب نوشی ، سود اور قمار بازی،جوا اور سٹہ بازی کی نئی نئی شکلیں اختیار کی جا رہی ہیں۔دین ومذہب کے نام پر فتنوں کا نہ تھمنے والا سیلاب اُمڈتا چلا آ رہا ہے، ہر طبقۂ فکر کے افراد کے درمیان اختلاف ہی

اختلاف ہے... بین الاقوامی اختلاف، فرقہ وارانہ اختلاف، سیاسی اختلاف، خاندانوں کا باہمی اختلاف... غرضیکہ ہر طرف اختلاف ہی اختلاف ہے اور ہر آدمی دوسرے سے مختلف و منحرف نظر آتا ہے۔

دورِ حاضر دورِ جاہلیت کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے؛ بلکہ بعض لحاظ سے اِس سے بھی آگے جاچکا ہے۔ اِن خرابیوں کو دور کرنے اور اِن پر قابو پانے کی سارے عالم میں کوششیں کی جارہی ہیں؛انسانی شہ دماغوں کی آسمانی ہدایات کے خلاف نئی نئی تجاویز تعمیر کے بجائے تخریب کا باعث بن رہی ہیں، کوئی کوشش کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی، بلکہ منزل دن بہ دن دور ہوتی چلی جارہی ہے ،اس کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے اُس نسخۂ شفا سے اعراض ،جس نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی انسانیت کو صلاح وفلاح اور عظمت وبلندی کی معراج پر پہنچادیا تھا۔ جس نے عرب کے بدوؤں کو اندازِ جہاں بانی وجہاں گیری سکھلادیے تھے۔ جس نے اُن لوگوں کو، جن پر حکومت کرنا بھی کسی کو منظور نہ تھا،سارے عالم کے تخت وتاج کا مالک بنادیا تھا۔ جس طرح جاہلیتِ قدیمہ میں یہ نسخۂ شفا کارگر تھا،اسی طرح موجودہ جاہلیتِ جدیدہ میں بھییہی نسخہ کارآمد ہے بلکہ واحد علاج،اس لیے ضرورت ہے ان تدبیروں کو جاننے ، سمجھنے اوراس نسخۂ کیمیا کواپنانے کی، جو نبیٔ اُمّی ختم الرسل دانائے سُبُل رحمۃ للعالمین ﷺ نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ پر لانے، بلکہ اوروں کا راہ بر بنانے کے لیے استعمال کیا تھا۔ یہ خالقِ کائنات کا عطا کردہ نسخہ تھا، جس نے جہالت وسفاہت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں پھنسی انسانیت کو روشن شاہ راہ پر لاکھڑا کردیا تھا۔ جس نے بدترین خلائق کو بہترین خلائق بنادیا اور جس نے مُردوں کو

مسیحا کر دیا تھا۔

اُتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
خُود نہ تھے جو راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں تمام مسائل کا حل اور تمام مشکلات کا مداوا ہونا، صرف ہمارا یا صرف مسلمانانِ عالم کا دعویٰ نہیں، بلکہ ہر دور کے منصف مزاج غیر مسلم بھی اس کا واضح لفظوں میں اعتراف کر چکے ہیں، ثبوت کے طور پر ہم ان دانش وروں، شعرا اور ادیبوں کے اقوال و اشعار پیش کرتے ہیں:

ای ڈرمنگھم (E-Dermenghem):

"عرب بنیادی طور پر انارکسٹ (بے راہ رو، لاقانونیت پسند) اور انتشار پسند تھے۔ پیغمبر (ﷺ) نے یہ زبردست معجزہ کر دکھایا کہ انہیں باہم متفق کر دیا، جو کچھ محمد (ﷺ) نے کر دکھایا، اُسے سامنے رکھیں تو ہم ان کی عظیم ترین شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہیں۔

محمد (ﷺ) اس اعتبار سے دنیا کے وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے، اُن کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ روشن اور منور ہے، عقل سلیم سے عاری انسان ہی محمد (ﷺ) پر کسی بھی ذہنی بیماری کا الزام عائد کرتے ہیں۔"

(Life of Muhammad P:930)

جارج برنارڈ شا (Georg Bernard Shaw):

"محمد (ﷺ) ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔

میری خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانوی ایمپائر کو محمد (ﷺ) کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہئیں۔ انسانی زندگی کے حوالے سے محمد (ﷺ) کے افکار و نظریات سے احتراز ممکن نہیں ہیں۔ محمد (ﷺ) کے مذہب کے بارے میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ کل کے یورپ کے لیے اتنا ہی قابل قبول ہے جتنا آج کے یورپ کے لیے جو اسے قبول کرنے کا آغاز کر چکا ہے۔

(Islam our Choice. P:81)

ایف۔ ایم۔ والٹیئر (F.M. Voltair):

"اس سے بڑا انسان اور انسانیت نواز دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔"

(Phylosophical Dictionary)

آر لینڈ او:

"دنیا اگر اپنے جھگڑوں سے نجات حاصل کر کے امن کا گہوارہ بننا چاہتی ہے تو پھر اِسے محمد (ﷺ) کی تعلیمات پر ہی عمل کرنا پڑے گا۔"

ای بلائیڈن:

"محمد (ﷺ) کے دین اور ان کی تعلیمات کو کِن الفاظ میں سراہا جا سکتا ہے وہ حقیقی انقلاب جو ذہن بدل دے، دل بدل دے، اس کی تعریف کیسے ممکن ہے؟ محمد (ﷺ) کی روحانی فتوحات کو الفاظ کے پیرائے میں سمونا ناممکن ہے۔

(Cheristainity Islam And The Negro Race)

برٹرینڈرسل (Bertrand Russell):

”محمد (ﷺ) ایک عظیم انسان اور فقید المثال مذہبی رہنما تھے، وہ ایک ایسے دین کے بانی تھے جو بردباری، مساوات اور انصاف کی بنیادوں پر کھڑا ہے۔“

(Why I Am Not A Cheristain)

سر ہملٹن گِب (H.A.R Gibb):

”محمد (ﷺ) شرمیلے اور حیادار تھے اور لطیف حس مزاح رکھتے تھے، نیز انسانیت اور ہمدردی کا ایک پھیلا ہوا سمندر تھے۔“

(Muhammadanism)

ایل۔ وی۔ واگلیئری:

”محمد (ﷺ) دنیا کے لیے ایک ایسا دین لے کر آئے جو انسان کے ذہن کو ترقی دیتا ہے، اس کی جمالیات کی حس بے داغ، تیز تر اور مکمل کرتا ہے، اپنی ارتقاء کی تکمیل کرتا ہے۔ اسلام سے زیادہ روشن خیال مذہب کوئی اور نہیں۔“

(Islam Our Choice)

آئرنیا میڈفکس:

”محمد (ﷺ) نے اسلام میں عورت کو وہ درجہ دیا جو آج کے جدید مغربی معاشرے میں بھی اُسے حاصل نہیں۔“

(Woman in Islam 1930)

ڈی۔ ایس۔ مارگولیوتھ (D.S. Margolioth):

”محمد (ﷺ) کی رحمت اور انسانیت بے کنار تھی، انسان تو اشرف المخلوقات ٹھہرا، نچلی مخلوقات بھی محمد (ﷺ) کی ہمدردی، انسانیت اور توجہ کا مرکز بنی۔“

(Muhamet And The Rise of Islam)

جان بیگٹ (John Bagot):

''کیا دنیا میں کوئی مثال اور بھی ایسی مل سکتی ہے جس میں مقصد کے حصول کے لیے اٹھنے والے کی اتنی زیادہ مخالفت کی گئی ہو؟ اس کے باوجود صبر کا دامن آپ (ﷺ) کے ہاتھ سے نہ چھُٹا۔ یہ بات حضور (ﷺ) کے مخالفین خصوصاً مغربی مصنفین کے لیے ایک تازیانہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) ایک غیر محتاط قسمت آزما تھے۔''

(The Life and Times of Muhammad)

ہارٹ میخائل (Hart.M):

''یہ حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان تھے جو دینی و دنیاوی اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران اور سرفراز ٹھہرے۔''

(Author of the "100" Aran kings of the most influential persons in history. Hart publishing co. New York 1970(

کاؤنٹ ٹالسٹائی (Tolstoi):

''محمد (ﷺ) اُن عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے قوموں کے اتحاد کی بہت بڑی خدمت کی ہے لیکن اُن کے فخر کے لیے یہ بالکل کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نورِ حق کی جانب ہدایت کی اور اُن کو ایک اتحاد، مصلح پسندی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنا دیا اور ان کے لیے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دیے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فردِ واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔''

آرنلڈ ٹوائن بی (A.J. Toynbee):

''محمد (ﷺ) نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ و نسل اور طبقاتی

امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا، کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد (ﷺ) کے مذہب کو حاصل ہوئی، آج کی دنیا جس ضرورت کے لیے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدی کے ذریعے اور اس نظریے کے تحت ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔"

(Civilization on Trial. New york 1948)

جی۔ڈبلیو۔لائٹنر (G.W.Leitner):

"حقیقت یہ ہے کہ محمد (ﷺ) کی شخصیت اور ذات میں ایک ایسی کشش اور جاذبیت ہے جو کسی دور میں کم نہیں ہو گی بلکہ ان کی کشش اور جاذبیت میں بنی نوع انسان کے لیے اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔"

(Muhammadanism Religious System of the World. 1980)

لین پول (Lane Pool):

"روئے زمین پر محمد (ﷺ) جیسا دُور اندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔

(Studies in Mosque)

ایس۔پی۔اسکاٹ (S.P. Scott):

"محمد (ﷺ) ایک ایسے ذہن کے مالک تھے جو مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھا سکتے تھے اس کے باوجود حیران کن حقیقت یہ ہے کہ نہ متکبر تھے، نہ مغرور بلکہ عجز و رضا کا پیکر تھے۔ محمد (ﷺ) کی تعلیمات انسان کو صرف اور صرف نیکی اور خیر کے حصول پر آمادہ کرتی ہیں۔ حسد، جھوٹ، بے ایمانی اور انسان دشمنی کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔"

(History of Moorish Empire in Euorpe)

اے۔ ایم۔ لامارتین (A.M. Lamartine):

"کیا محمد (ﷺ) سے کوئی عظیم تر تھا؟"

گلشن بریلوی (رمیش نرائن سکسینہ):

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی اور
آیا ہے نہ آئے گا محمدؐ سا کوئی اور

گوپی امن ناتھ:

شفیع امم رحمت عالمیں ہے
فقط وہ متاع مسلماں نہیں ہے

شیش چندر سکسینہ:

یہ ذات مقدس تو ہر انساں کو ہے محبوب
مسلم ہی نہیں وابستۂ دامانِ محمدؐ

فراق گورکھپوری (رگھوپتی سہائے):

معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

رویندر (رویندر جین):

آپؐ تکمیلِ مساوات، امین و صادق
آپؐ ہیں افضل الانسان رسول اکرمؐ!

سمن سرحدی (رام چند):

تجھے خیر البشر کہتے ہیں ہندو بھی سلماں بھی
ترے دل کو خدا نے کیا فقیرانہ بنایا ہے

رام پیاری:

دل سے تم عزت محمدؐ کی کرو اے ہندوؤ!
غور اک انسان کی تعلیم الفت پہ کرو
جن کے دل میں عزت و عظمت محمدؐ کی نہیں
کر نہیں سکتے بزرگوں کی وہ عزت بالیقیں
ہندو و مسلم کو یکساں یہ میرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اس کا نام ہے

ادب سیتاپوری (کنور سورج نرائن سہنا):

محمدؐ ایک فرقے کے نہیں ہیں
محمدؐ سب کے ہیں اور بالیقیں ہیں

قیس جالندھری (امر چند):

اٹھائیں جن سے اذیتیں پھر انہیں کے حق میں دعائیں مانگیں
کسی ہیں یہ شانِ حلم بھی ہے اور ایسا کوئی حلیم بھی ہے؟

آزاد (جگن ناتھ):

سلام اس پر جو آیا رحمت للعالمیں بن کر
پیام دوست بن کر صادق الوعد و امیں بن کر

چوہدری کوثری دلورام:

وہ ہے ابن آدم، وہ ہے فخر آدم
مکرم معظم محمدؐ محمدؐ

الٰہی مرے منہ میں جب تک زباں ہو

زباں پر ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ

وظیفہ یہی کوثری جی ہے اپنا
جپا کرتے ہیں ہم محمدؐ محمدؐ

اختر (ہری چند):

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

ماہر بلگرامی (کملایت سہائے):

کیوں نہ دنیا ہو ثنا خواں تری اے پاک رسولؐ
پاک دل ، پاک نفس ، پاک اصول

مہاراجہ سر کشن پرشاد:

آپ کا خوانِ کرم سارے جہاں میں ہے بچھا
یار و اغیار ہیں مہمانِ رسول عربیؐ !

رشی پٹیالوی:

آپؐ کی تعریف کوئی کیا کرے
آپؐ کی تعریف ہو سکتی نہیں

منشی پیارے لال رونق:

دی داد سخن مجھ کو ہر اک پیر و صبی نے
اعزاز بڑھایا ہے مرا نعتِ نبیؐ نے

شیفور پرشاد (منور لکھنوی):

ہے کون شیخ معظم کی جو کرے تردید
خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپؐ کی ہے

دل (منوہر لال):

کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مداح تیرے لطف و کرم کا

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر:

عشق کسی سے ہو جائے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ گر آج ہم نبی ﷺ کی پُر نور تعلیمات کے روشن چراغوں کو اپنی زندگیوں میں جگہ دیں گے تو اُجالا ہی اُجالا ہو گا۔ اندھیرا چھٹے گا، ظلم مٹے گا، تنگیاں کشادگیوں میں تبدیل ہوں گی، زندگیاں پُر کیف بنیں گی،اس کی وجہ یہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالم گیر ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے چراغِ راہ بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ ہی کی سیرت و سنت کو سامنے رکھ کر دنیا راہ پر آسکتی ہے، ہر طرح کے مسائل کا حل اور جملہ خرافات و مصائب سے نجات کا نسخہ کیمیا آپ ﷺ کی زندگی میں ہی مل سکتا ہے۔

دورِ حاضر کے مسائل کا حل سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں

ذیل میں دورِ حاضر کے بڑے بڑے مسائل اور سیرتِ طیّبہ کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا جا رہا ہے:

اتحاد واتفاق کا قیام:

اتحاد واتفاق قائم کرنے کی ضرورت آج سب سے زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ آج کوئی ایسا نظام نہیں جس کو سب لوگ تسلیم کریں،اور جس کی سب

اطاعت کریں۔ ہر قوم دوسری قوم کی مخالف ہے بلکہ اس قدر عناد ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کو دیکھنا تک نہیں چاہتی۔ وقتی ضرورت کے تحت اقوام و ملل کے درمیان معاہدے ہوتے اور ٹوٹ جاتے ہیں۔ کوئی ایسا حکمران نہیں، جس پر سب متفق ہوں، اور اگر کسی پر اتفاق ہو بھی جائے تو اُس کے فرعون بننے میں دیر نہیں لگتی۔ ایسا کوئی ادارہ نہیں کہ ساری انسانیت مل کر اُس کی حاکمیت کو تسلیم کر لے۔ ایسا کوئی متفقہ قانون نہیں، جس میں ہر ایک کی فطری ضرورتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو اور تمام لوگ جان و دل سے اُس قانون کو ماننے لگیں۔ دنیا کے تمام شہ دماغ اس محاذ پر اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں، لیکن اِس کا حل سیرتِ طیّبہ میں موجود ہے، مگر اُس کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ہم پُورے اعتماد سے یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ انسانیت کو متحد و متفق کرنے اور تمام اختلافات کو حل کرنے کے لیے وہی حل ناگزیر ہے جو اللہ کے نبی ﷺ نے پیش کیا، آپ ﷺ کے پیش کردہ اِس حل نے اُس وقت کی اختلاف و انتشار سے تباہ حال دنیا کو متحد کر دیا تھا، اِس میں اب بھی یہ طاقت موجود ہے۔ وہ حل کیا تھا؟ وہ حل تھا اِنسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر انسانوں کے رب کی غلامی میں دینا۔ آپ ﷺ نے دنیا کو پیغام دیا تھا کہ کسی انسان یا اِدارے کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے بجائے اُس ذات کی حاکمیت کو تسلیم کر لو جس نے سارے انسانوں اور اِداروں کو جنم دیا ہے۔ جو خالقِ ارض و سماوات اور خالقِ کائنات ہے۔ اسی نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ ہر ایک کی فطری ضرورتوں سے واقف اور سب کا پالنے والا ہے، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ وہی نظامِ عالم کا بلا شرکتِ غیرے نگراں اور مدبر و منتظم ہے۔ اِس دعوتِ توحید کو جوق در

جوق افرادِ انسانی نے قبول کیا اور ایک لڑی میں اِس طرح متحد و منظّم ہو گئے جس طرح ایک مالا کی لڑیاں باہم مربوط و منظّم ہوتی ہیں۔ جو شخص بندوں کی غلامی کی زنجیریں توڑ کر اپنے رب کی غلامی کا ہار اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے، وہ زندگی کے ہر شعبے میں راہ نمائی کرنے والی کتاب قرآن مجید اور اس کی تفسیر حدیثِ رسول ﷺ کو اپنے ہم راہ پاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک قانونی کتاب نازل فرمائی ہے، جس میں اللہ نے اپنے قوانین بیان فرمائے ہیں۔ ان قوانین میں ہر ایک کی مصلحت کی رعایت اور اِس پر چلنے والوں کے لیے دنیا و عقبیٰ میں سکون و راحت کی بشارت ہے۔ اِسی کے ذریعے دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے، اتحاد واتفاق کے شگوفے پھوٹ سکتے ہیں، خوش حالی واستحکام کی بہاریں آسکتی ہیں۔ یہ محض دعویٰ نہیں بکہ جس دور میں بھی اِس قانون کو نافذ کیا گیا، دنیا نے اِس کے ثمرات کا کھُلی آنکھوں مشاہدہ کیا۔ آج بھی ضرورت ہے اِسی نسخہ کیمیا کی طرف آنے اور اسے اپنانے کی۔ دنیا پیاسی ہے دعوتِ توحید، دعوتِ رسالت، دعوتِ قرآن وسنت اور اور دعوتِ ایمان کی۔

قومی و نسلی اختلافات کا خاتمہ:

پہلے کی طرح آج بھی لوگ قومی تفاخر اور نسلی اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔ کالے گوروں کا اختلاف، علاقے علاقے کا اختلاف، ملکی اور غیر ملکی امتیاز، اِن تمام اختلافات و امتیازات کی وجہ سے جو پریشانی پہلے تھی اِس سے کہیں زیادہ آج ہے۔ پہلے تو دنیا کی قومیں الگ تھیں، لیکن آج جبکہ ذرائع ابلاغ کی ترقی کی وجہ سے ہر دوری نزدیکی میں بدل چکی ہے اور پوری دنیا ایک خاندان اور گھر کی طرح (Global Village) بن گئی ہے، قومی تفاخر، نسلی اختلافات و امتیازات

کو ختم کر کے ہی سکون کا سانس لیا جا سکتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اِس طرح کے تفاخر و امتیاز سے پیدا ہونے والے نقصانات سے خوب واقف تھے، یہی وجہ ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ان تمام امتیازات کو جڑ سے ختم کرنے کا اعلان فرما کر قیامت تک آنے والی انسانیت کو یہ سبق دیا: تم سب ایک خالق کی مخلوق اور ایک معبود کی عبادت کرنے والے ہو، اِس لیے اختلافات و امتیازات کو ختم کرو اور یاد کرو کہ تم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو اور تمہارے باپ (آدم علیہ السلام) مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔

(شعب الایمان للبیہقی جلد 4 صفحہ 289)

مٹی میں تواضع، انکساری اور فروتنی ہوتی ہے۔ تم سب بھائی بھائی بن کر رہو، کالے گوروں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، عربی اور غیر عربی ہونا کوئی امتیاز و تفوق کی بات نہیں، ہاں تفوق اور برتری تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہو سکتی ہے۔ سورۂ حجرات میں واضح اعلان ہے:

{اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ} (سورۂ حجرات آیت 13)

"تم میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ شخص ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار، متقی اور محتاط ہے۔"

غور کیجیے! جن لوگوں کو خاتم النبیین ﷺ نے یہ تعلیم دی وہ چھوٹی سی تعداد میں ہونے کے باوجود درجنوں قبیلوں میں منقسم تھے، پھر ہر قبیلے کے مختلف ٹکڑے تھے اور ہر ایک ٹکڑے کے مختلف خاندان اور کنبے تھے۔ ہر ایک اپنا ایک امتیاز رکھتا تھا۔ سب آپس میں دست و گریباں تھے۔ ان کے اندر سے امتیاز و تفاخر اور تفوق برتنے کے سارے جراثیم کو آپ ﷺ نے یکسر ختم

کردیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا نے دیکھا کہ وہ سب کے سب بھائی بھائی بن گئے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے لگ گئے۔ خود تو پیاسا اِس دنیا سے چلا جانا گوارا کیا، لیکن بھائی کی پیاس بجھانے کی فکر آخر دم تک دامنِ گیر رہی۔ وہ خود اِس مساوات واخوّت کا نمونہ نہیں بنے، بلکہ جہاں گئے وہاں اسی تعلیم نبوی کو عام کیا۔ یوں ایک عالم گیر برادری اور ہمہ گیر اخوت وجود میں آ گئی، ہر جگہ امن و امان پھیل گیا، وہ جنگجو قومیں جن کا کام ہی قتل و غارت گری تھا اور جنگ سے کبھی باز نہ آتی تھیں، آپس کی چپقلش کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ رکھتی تھیں، سب شیر و شکر کی طرح مل گئیں، سب ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔ ہر فرد ایک دوسرے سے اِس طرح جڑا ؤ محسوس کرنے لگا جس طرح جسم کے اعضا ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔

آج بھی اسی تعلیم کو عام کرنے سے یہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور انسانیت کا اختلاف اور تصادم یقینی طور پر ختم ہو سکتا ہے۔

غیر مسلموں سے معاہدے اور اس کے تبلیغِ دین پر اثرات:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ جانے کے بعد وہاں بسنے والے قبائل اوس اور خزرج اور یہود و نصاریٰ سے معاہدات کیے، آپسی تعاون و تناصر اور رواداری کی دستاویزات مرتب کیں، پھر اپنی تحریک دعوت و تبلیغ کو تیز تر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ مقامی لوگ اِسلام میں داخل ہوتے گئے اور چند ہی برسوں میں سارا عرب کلمۂ توحید کا قائل ہو گیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ غیر مسلموں سے معاہدے کرنا درست اور جائز ہے کیونکہ دعوت و تبلیغ کے لیے سب سے پہلے ماحول سازگار کرنا ضروری ہے۔ اِسی کے ساتھ احکامِ الٰہی کے نفاذ کی

کوشش میں لگے رہنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، اِسی طرح مخالف ماحول موافق ہو سکتا ہے۔ آج کا دور اشاعتِ اسلام کے لیے نہایت موزوں دور ہے۔ عام لوگوں میں معقولیت پسندی پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہے، اگر آج اِسلام کا صحیح تعارف کرایا جائے اور اِس کے لیے سارے جائز وسائل استعمال کیے جائیں تو پھر یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے۔ آج دنیا بے راہ روی، ظلم و ستم، بے کیفی اور بے اطمینانی سے عاجز آچکی ہے۔ اِس کو تلاش ہے کسی صحیح منزل کی، امن وآشتی کی، اطمینان اور سکون کی، اِسلام میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ صرف ضرورت ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشن کے اپنانے کی۔ رسولِ مکی و مدنی ﷺ کی سیرت کی اتباع کی۔ غیر مسلموں کو اسلام کے ابدی پیغامِ ہدایت سے روشناس کرانے کی، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کفار کے ساتھ نبوی طریق پر معاہدے کیے جائیں، تاکہ وہ مسلمانوں کے قریب آئیں اور ان کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں۔ جنگ وجدال اور دشمنیو عداوت کے ماحول میں نسبتاً اِس منزل کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

جرائم کے خاتمے کا واحد ذریعہ اسلامی حدود و تعزیرات کا نفاذ:

آج دنیا کا ہر ملک جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے، جس ملک کو دیکھیے سخت سے سخت قوانین ہونے کے باوجود، جرائم ہیں کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔ روز بروز فسادات ہو رہے ہیں۔ قتل ایک آسان کام بن گیا ہے۔ کرپشن اور لوٹ کھسوٹ دولت کمانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ زنا اور شراب نوشی عام ہے۔ ایک دوسرے پر تہمت لگانا کوئی بڑی بات نہیں، گلی محلے سے لے کر مین

الجامعة النبوية العالمية

اسٹریم میڈیا کے ٹاک شوز تک اور کچہری سے لے کر سیاسی ایوانوں تک الزام تراشی واتہام بازی کا چلن عام ہے۔رشوت اور سفارش کے بغیر کوئی کام ہوجائے تو حیرت ہونے لگتی ہے۔ سودخوری کو معیشت کا جزوِلازم بنالیا گیا ہے اور یہ برائی،جو اللہ رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے، دنیا کی ضرورت میں داخل ہوگئی ہے۔آئے دن اغوا،زیادتی وآبروریزی کے واقعات پیش آرہے ہیں۔ غرض گناہ وسرکشی اور عدوان ومعاصی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہر طرف نظر آرہا ہے۔ قوانین ناکام اس لیے ہیں کہ قوانین تیار کرنے کے لیے انسانی عقل کافی نہیں ہے، وہ آج کوئی قانون بناتے ہیں توکل اس کی غلطی واضح ہوجاتی ہے اور ردوبدل کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور چلتا رہے گا،یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر امن و امان اور سکون وعافیت پھیلانے والے قوانین خود وضع کیے اور اس کام کو کسی انسان حتیٰ کہ کسی نبی کے بھی سپرد نہیں کیا۔ان سب جرائم کا علاج اسلامی احکام کے نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ دنیا کو سکون انہی قوانین کے نفاذ کے بعد مل سکتا ہے؛ جن قوانین کو نافذ کرکے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم اجمعین نے روئے زمین پر امن وامان پھیلایا تھااور وہ قوانین ہیں حدود وتعزیرات... قتل کرنے والے پر قصاص اور دیت کے احکام جاری کرکے ہی قتل کے ان گنت واقعات پر قابو پایا جاسکتا ہے، حدِ زنا کے نفاذ سے ہی زنا جیسی گندی اور فحش برائی کا خاتمہ ہوسکتا ہے، حدِ سرقہ کے نفاذ سے ہی چوری،لوٹ کھسوٹ اور کرپشن کے واقعات پر قابو پانا ممکن ہے۔ حدِ قذف نافذ کرکے ہی تہمت لگانے والوں کی زبانوں پر تالا لگ سکتا ہے۔

الغرض دنیا میں امن وامان اور سکون و اطمینان کا ماحول پیدا کرنے کے لیے روئے زمین پر حدود و قصاص اور تعزیراتِ اسلامی کا نافذ ہونا ضروری ہے۔ اگر قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اُسے قتل کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جائے گا تو یقینا قتل سے پہلے وہ سوچنے پر مجبور ہو گا، ہاتھ کانپنے لگیں گے، دِل لرزنے لگے گا اور قاتل اپنی جان بچانے کے لیے کسی بے گناہ کے قتل کی ہمت نہیں کرے گا۔ اِس طرح اس آدمی کی بھی زندگی بچ جائے گی جس کے قتل کا ارادہ قاتل نے کیا تھا اور روئے زمین پر انسان اور انسانیت کی قدر بڑھ جائے گی، زندگی کی قیمت میں اضافہ ہو گا،اِسی لیے قرآن نے کہا ہے:

{وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ} (سورۃ البقرہ آیت 179) ”اور اے اہل عقل! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے؛ تاکہ تم لوگ پرہیز گار بن جاؤ۔“

اسی طرح اگر چور کو معلوم ہو کہ چوری پر اس ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو چوری کرتے وقت اس کے ہاتھ کانپنے لگیں گے اور وہ چوری سے باز آجائے گا، اِس طرح چوری سے روئے زمین پاک ہو گی۔ زانی کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ زنا کی سزا میں (اگر غیر شادی شدہ ہے تو) سو کوڑے لگائے جائیں گے یا (اگر شادی شدہ ہے تو) پتھروں سے مار مار کر ذلت ناک طریقے سے کر ہلاک کر دیا جائے گا تو ہر گز زنا کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

واقعہ یہی ہے کہ نظامِ عالم پر کنٹرول اللہ کے قوانین کے نفاذ سے ہی ممکن ہے، ان کے بغیر یہ دنیا راحت و سکون کا مسکن نہیں بن سکتی۔ امن و آشتی کا ضامن صرف اور صرف اسلام ہے۔ پوری انسانیت اپنی زبانِ حال سے اسی دور

الجامعۃ النبویۃ العالمیۃ

کو پکار رہی ہے جس دور میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانشینوں نے اللہ کے سارے قوانین کو روبہ عمل لاکر ایک معطر و منوّر ماحول تیار کیا تھا اور انسانیت کو اس کی صحیح منزل پر پہنچایا تھا۔

حقوق وفرائض اور نبوی تعلیمات:

انسان فطری طور پر حریص واقع ہوا ہے، اسے یہ تو یاد رہتا ہے کہ اس کے وہ کون کون سے حقوق ہیں، جو اس کو معاشرے کے افراد سے وصول کرنے ہیں، لیکن ہمیشہ اس بات کو فراموش کر بیٹھتا ہے کہ وہ کون سے فرائض ہیں جو اس کے ذمے معاشرے کے دوسرے افراد کے حوالے سے عائد ہوتے ہیں، اس معاملے میں جو بے اعتدالی ہے، دنیا کا عدم استحکام اسی کا نتیجہ ہے، اس کا حل بھی کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام اور اپنے نبی ﷺ کی آفاقی تعلیمات کے ذریعے حقوق وفرائض متعین کردیے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق، رسول اکرم ﷺ کے حقوق، امت کی مقدس ہستیوں یعنی صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد والے اسلافؒ کے حقوق، والدین کے حقوق، میراث میں ورثاء کے حقوق، میاں بیوی کے باہمی حقوق، اولاد کے فرائض، میاں بیوی پر ایک دوسرے کے حوالے سے عائد ہونے والے فرائض، فرد کے انفرادی حقوق وفرائض، فرد کے اجتماعی زندگی میں حقوق وفرائض۔

الغرض حقوق وفرائض کی مکمل اور جامع تفصیلات نہ صرف قرآن وسنت میں موجود ہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زندگیوں میں اس کا عملی نمونہ بھی موجود ہے، تاکہ بالاتفاق نوع انسانی ان حقوق وفرائض

کو تسلیم کرے، جس کے نتیجے میں روئے زمین پر حق تلفیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

عصرِ حاضر اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عام کرنے کی ضرورت:

موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ اخلاقیات کا فقدان ہے۔ جھوٹ، چوری، وعدہ خلافی، بغض، کینہ، فخر و غرور، ریا و دکھلاوا، غداری و دھوکا دہی، بد گوئی، فحش گوئی، بد گمانی، حرص، حسد، چغلی؛ غرض یہ کہ ساری اخلاقی برائیاں عام ہیں۔ عام انسانوں اور مسلمانوں میں ہی نہیں؛ بلکہ خواص میں بھی اخلاقیات کا انحطاط پایا جاتا ہے۔ اِس انحطاط و تنزل کا صرف اور صرف ایک ہی علاج ہے کہ ہر بری خصلت کی برائی و شناعت اور اس کے دنیوی و اخروی نقصانات کو معقول انداز میں بیان کیا جائے؛ تاکہ معقولیت پسند طبقہ شریعت سے قریب ہو، اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کو بھی بیان کیا جائے اور ان کو اختیار کرنے کی تلقین کی جائے۔ اس کے لیے ضرورت ہے قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے اور اس کی تفسیر کو عام کرنے کی، ساتھ ہی احادیث کی تعلیم کا بھی اہتمام ہو، غیروں کے بجائے اپنی خرابیوں پر غور کیا جائے اور اصلاح کی کوشش کی جائے؛ نیز تذکیر و موعظت اور تبلیغ و دعوت کا اہتمام کیا جائے۔ دنیا کو بتایا جائے کہ خاتم النبیین ﷺ کی اصل بعثت کا مقصد دنیا کو اعتدال پر لانا تھا، اِس کے لیے آپ ﷺ کی دعوت میں درج ذیل امور کا اہتمام تھا:

غیروں کی اصلاح سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح ، اللہ رب العزت کے

سارے احکام سے لوگوں کو روشناس کرانا، اللہ کے سارے احکام کو زمین پر نافذ کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کرنا، ہر ایک کے حقوق وفرائض کو واضح کرنا، کمزور طبقات مثلاً: عورتوں، بچوں، غلاموں، خادموں اور جانوروں کے حقوق کو متعین فرما کر ان کی ادائی کی تلقین، معاشرے میں پیدا ہونے والی خرابیوں پر گرفت، احکامِ الٰہی کی تعمیل کی تلقین کا مزاج بنانا، آیات واحادیث کی تعلیم کے ساتھ ان پر عمل کرنے اور خود احتسابی کی تعلیم، آیات کی تفسیر اور احادیث کے یاد کرنے اور ان کے مذاکرے کا ماحول، اخلاقِ رذیلہ کی خرابیوں کو بیان کر کے ان سے بچنے اور اخلاقِ فاضلہ کو اختیار کرنے کی تلقین، ایسا ماحول بنانا کہ ہر شخص دعوت، اصلاح و تبلیغ کو اپنی ذمہ داری سمجھنے لگے۔

اس سبق کو دہرایا جائے کہ ایک مسلمان کو اپنے اخلاق و کردار میں کیسا ہونا چاہیے؟ درس گاہِ نبوت کے تربیتیافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے تھے؟ ان کے اندر اخلاص و تقویٰ، شرم و حیا اور صبر و شکر کی صفات تھیں، وہ دیانت دار، امانت دار اور سخاوت و شرافت کے خوگر تھے، ان کے اندر ایثار و قربانی، عفت و پاک دامنی اور تواضع وانکساری کی اعلیٰ صفات پائی جاتی تھیں، وہ خوش کلام، خوش الحان، خوش دِل اور رحم و کرم کے پیکر تھے، وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے تھے، ان کے معاملات کی صفائی سے لوگ متاثر تھے، یہ ساری چیزیں آیات واحادیث کیروشنی میں بیان کی جائیں، اس سے اپنوں کی اصلاح ہو گی اور اغیار بھی مستفید ہوں گے۔آخر کیا وجہ ہے کہ اُن مسلمانوں کو دیکھ کر ان کے بلند و بالا اخلاق سے متاثر ہو کر لوگ اِسلام قبول کرتے تھے، آج کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو دیکھ کر اسلام نہیں سمجھ سکتا، بلکہ اسلام اور اِسلام کی اخلاقی

الجامعۃ النبویۃ العالمیۃ

تعلیمات کو سمجھنے کے لیے کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اخلاقِ نبوی ﷺ و کردارِ صحابہؓ پر نہ خود چلتے ہیں اور نہ اس کی درست تعبیر و تشریح اقوامِ عالم کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اِس سلسلے میں قرآن وحدیث کے نصوص واضح کیے جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے ایک ایسا صالح معاشرہ وجود میں نہ آئے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور خیر القرون کے معاشرے کی طرح ہو۔ان مبارک ادوار کی خوبیاں، جو تاریخ کے صفحات کی زینت بنی ہوئی ہیں، ہماری عملی زندگی میں نہ آجائیں۔

اصلاح معاشرہ کی کنجی:

اصلاح معاشرہ کے حوالے سے جو لوگ صحیح سمت میں کوشش، محنت اور جدوجہد کررہے ہیں انہیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا اُن کے اندر شفقت، محبت، ہمدردی، صبر و تحمل، برداشت، بردباری اور تحمل بھرا مخلصانہ، خیر خواہانہ جذبہ ہے؟ سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ طبقہ اپنے اندر یہ تبدیلی لائے پھر ان شاء اللہ اصلاح معاشرہ کا کام آسان ترین ہو جائے گا۔ بدقسمتییہ ہے کہ جتنے بھی طبقات تحریری، تقریری، تدریسی طور پر اس میدان میں جدوجہد کررہے ہیں اُن کے اندر اس مخلصانہ جذبے کی کمزوری اور کوتاہی پائی جاتی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے مطلوبہ نتائج کی اُمید رکھنا فضول اور عبث ہے۔

مادی اسباب اس راہ کی لازمی ضرورت نہیں:

نبی ﷺ کی اس تئیس (23) سالہ مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں دنیا کے اندر ایک عظیم انقلاب آیا۔ جو لوگ دوسروں کے لہو پر پلتے تھے وہ دوسروں

کے لیے اپنا خون بہانے پر تیار ہوگئے، جو اپنا وزن طاقتور کے پلڑے میں ڈال دیا کرتے تھے اُن کا وزن پِسے ہوئے لوگوں کے حق میں استعمال ہونے لگا، جو دوسروں کے دانے چھین لیا کرتے تھے خود ضرورت ہونے کے باوجود اُن کو ترجیح دینے لگے، اس انقلاب عظیم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس اس جدوجہد کے لیے نہ مالی وسائل تھے، نہ خاندانی پشت پناہی تھی، نہ افراد کی عددی کثرت تھی، تن تنہا آپ ﷺ کی ذات تھی اور آپ ﷺ نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں ان چیزوں کے حوالے سے کسی قسم کا شکوہ بھی نہیں فرمایا۔ اور اپنے خیر خواہانہ جذبے اور اخلاق کریمانہ کو مایوس ہوئے بغیر بروئے کار لاتے ہوئے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا جس میں اشرافیہ کو بھی اور پسے ہوئے معاشرے کو بھی یکساں مواقع ملے، جس کے بعد اس شکوے اور اس عذر کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی کہ اصلاح معاشرہ کا کام کرنے والے یوں کہیں کہ ہمارے پاس مالی وسائل نہیں ہیں، یا اشرافیہ عذر پیش کرے کہ کثرت مال کی وجہ سے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکا، یا پسا ہوا معاشرہ یوں شکوہ کرے کہ مال کی قلّت ہماری کامیابی میں رکاوٹ بنی۔ یہ تو خالصتاً دل پر محنت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے محنت کرنے والے کو بھی اور اشرافیہ کو بھی اور پسے ہوئے معاشرے کے ہر فرد کو بھی عطا فرما رکھا ہے اور اس دل کی محنت کے نتیجے میں جب دلوں کا فساد ختم ہوا تو جسم سے نکلنے والے اعمال بھی صالح بن گئے اور اس کے اثرات معاشرے میں بھی مثبت انداز سے ظاہر ہوئے۔ یوں پوری دنیا کی کایا ہی پلٹ گئی۔ یہ نبی ﷺ کی نبوت کا بلا اسباب فتح و کامیابی حاصل کرنے کا عظیم کارنامہ ہے۔

اسوہ حسنہ کو عملی زندگی میں رائج کرنیکا دستور العمل :

اس وقت اگرچہ اُمت سیرت سے وابستگی کے لمبے چوڑے دعوے کرتی نظر آتی ہے، لیکن اس کی عملی زندگی سیرت رسول سے بہت دور ہے۔ سیرتِ رسول اور اسوۂ حسنہ کو پوری طرح اپنی زندگی میں رائج کرنے کے لیے اجتماعی حیثیت سے امت کو کچھ عملی اقدامات کرنے ہوں گے،جو درج ذیل ہیں:

سیرت سے اعتقادی وابستگی :

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا برحق رسول تسلیم کیا جائے، آپ کی تعلیمات کو پاکیزہ تعلیمات مانا جائے، یہ صرف اعتقادی وابستگی ہے۔الحمدللہ! ہر مسلمان سیرت سے اعتقادی وابستگی رکھتا ہے،لیکنیہ کافی نہیں، بلکہ سیرت سے عملی وابستگی مطلوب ہے۔

سیرت کے ساتھ عملی وابستگی:

آپ ﷺ کی سیرت اور آپ کے طور طریق کو عملی زندگی میں نافذ کیا جائے۔اس حوالے سے مسلم امہ کافی کوتاہی کا شکار ہے۔ مسلمان نماز کی حالت میں تو سیرتِ رسول کے پابند ہوتے ہیں، لیکن زندگی کے دیگر شعبوں میں وہ خود کو سیرت سے آزاد سمجھتے ہیں۔ ایک مسلمان نماز ویسے ہیادا کرتا ہے جیسے رسول اکرم ﷺ نے ادا کی تھی، لیکن اس کی تجارت اور معاشرت ویسی نہیں ہوتی جیسی رسول اکرم ﷺ کی تھی، اتباعِ سنت اور اسوہ حسنہ کو امت مسلمہ میں عام کرنے کے لیے باقاعدہ مہم چلانی ہو گی:

... مختلف اداروں اور تحریکوں کے ذریعے نبوی سنتوں کی عملی مشق کرانی ہو گی۔

...گھروں میں والدین اور سرپرست حضرات کو بچوں کو سنتوں کی عملی تربیت دینی ہوگی،، کھانے کا موقع ہو تو کھانے کی سنتوں پر عمل کرایا جائے، سوتے وقت سونے کی سنتیں بتائی جائیں اور سنتوں کے مطابق سلایا جائے، لباس پہننے کا موقع آئے تو اس کی سنتیں یاد دلائی جائیں۔

...ائمہ مساجد یومیہ چند سنتوں کی جانب توجہ دلائیں اور ان پر عمل کی ترغیب دیں۔

...روز مرہ کی زندگی سے متعلق سنتوں کے مستند مجموعے مسلم گھرانوں میں عام کیے جائیں۔

... سیرتِ رسول سے متعلق ایک ذمہ داری سیرت کے دفاع کی ہے۔ خود مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو چکا ہے، جو سیرت و سنت کا شدت سے منکر ہے، بد قسمتی سے اس طرح کی ذہنیت کے حامل لوگوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، منکرینِ حدیث میدان میں پوری طرح سرگرم ہو چکے ہیں۔ سیرت وسنت سے متعلق ان حضرات کے شبہات کا دور کرنا علمائے امت کی اہم ذمہ داری ہے، یہ کام منظّم طور پر انجام دیا جانا چاہیے۔ ایسے علما تیار کیے جائیں جو منکرین حدیث کے ہر شبہ کا جواب دے سکتے ہوں۔ عوام کو اس فتنے سے خبردار کرنے کے لیے علما و خطبا حضرات اپنے خطبوں اور بیانات و تقاریر میں خصوصیت کے ساتھ اس موضوع کو زیرِ بحث لائیں۔

...سیرت سے وابستگی کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ایک اہم ذمہ داری تحفظ ختمِ نبوت کی ہے، بہت سے سادہ لوح مسلمان قادیانیت کا شکار ہو رہے ہیں ، عام مسلمانوں کے ذہنوں میں ختم نبوت کا تصور واضح نہیں ، اضلاع اور

دیہاتوں میں قادیانیت سر گرم ہے، شہروں میں ان کی سر گرمیاں جاری ہیں۔
ربیع الاول کے موقع پر جلسوں میں ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے، علاوہ ازیں مختلف تحریکات کے ذمہ دار حضرات قادیانیت سے متاثرہ مقامات کا دورہ کر کے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں، قادیانیت کا فتنہ جس تیزی سے پھیلتا جارہاہے، امت مسلمہ میں اسی قدر غفلت پائی جاتی ہے، سیرتِ رسول سے وابستگی کا تقاضہ ہے کہ ہم ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو جائیں۔

غیر مسلموں میں سیرت کی تبلیغ:

... دعوت دین کے لیے غیر مسلموں میں سیرت رسول کو موثر ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاسکتاہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

"غیر مسلم طبقہ پر اتمام حجت کے دو طریقے ہیں: ایک طریقہیہ ہے کہ ہم مسلمان اپنی عملی زندگی کو اسلام کی صداقت کا عملی نمونہ بناکر پیش کریں اور ہماری عملی زندگی میں لوگ اسلام کی برکتیں اور رحمتیں دیکھ کر اسلام کو نجات وہدایت کا راستہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں ،دوسرا طریقہیہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے اخلاقی کمالات اور آپ کے معجزانہ کردار کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور ہر طبقہ کو اس کی زبان،اس کی سمجھ اور اس کی استعداد کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ رحمت للعالمین اور صاحب خلق عظیم رسول ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں اتر جائے اور پھر اس محسنِ انسانیت کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کو لوگ سچی ماننے پر اپنے آپ کو مجبور پانے لگیں۔"

غیر مسلموں کو سیرت کے ذریعے اسلام کے قریب لانے کے لیے مختلف

طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں مثلاً:

... مختلف زبانوں میں سیرت سے متعلق موثر لٹریچر تیار کر کے عام کیا جائے۔

... غیر مسلم عوام کے سامنے سیرتِ رسول کے رحمت والے پہلو اور آپ کی وہ تعلیمات جو انسانی رواداری اور امن عالم پر مبنی ہیں، کو رکھا جائے۔

... غیر مسلموں کے اہل علم طبقہ کے لیے علمی انداز اختیار کیا جائے، مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے الگ الگ اجلاس بھی منعقد کیے جائیں، اسی طرح مسلم ڈاکٹر غیر مسلم ڈاکٹروں کو مدعو کریں، تاجر حضرات غیر مسلم تاجروں کا اجلاس منعقد کریں اور ان کے سامنے سیر تکے پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

اگر ربیع الاول کے پروگرامات میں رسمی سیرت کے بیان کے ساتھ ساتھ مندرجہ بالا دستور العمل کو بروئے کار لانے کا اہتمام کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک بار پھر سیرت کی خوشبو سے سارا عالم منور نہ ہو، مسلمانوں میں اتباع سنت کا ذوق ایک بار پھر بیدار نہ ہو، غیر مسلموں کو مطالعہ سیرت کی ترغیب نہ ہو، جو ان میں سے سعید روحوں کے قبولِ اسلام کی نوید ثابت ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس دستور العمل کے مطابق اپنے اپنے دائرۂ کار میں اپنی ذمے داریاں پوری دیانت وامانت کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرہ ذرہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح مطلوب ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کل سالانہ رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیئے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بینک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس: مفتی محمد نعیم رئیس وشیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ اسمہ و صفات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ
Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب
02132575228+02132575229
موبائل: 0322-2394550

0300-3970930